''بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست''

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ

سیرت اور مدحت میں فرق ہے سیرت نام ہے اعمال کا، معاملت و اخلاق کا۔ رخ پر انوار کا بیان منقبت ہے، نبی کی زلفوں کا بیان اور کالی کملی کی توصیف، مدح و منقبت کے زمرے میں آتی ہے۔ سیرت کا معنیٰ ہے چال ڈھال، آپ کا سونا جاگنا، صبح اٹھنا، بول و براز سے فارغ ہونا، وضو، نماز، گھر سے نکلنا، بازار جانا، ازواج مطہرات سے سلوک، عام لوگوں سے ملنے جلنے کا رویہ، سماجی رویہ، قومی رویہ اور دینی جذبہ۔ میں یہیں سے شروع کرتا ہوں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی سے ہاتھ ملاتے تو اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ کھینچتے جب تک کہ دوسرا آدمی اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا۔ **صلی اللّٰہ علیہ وسلم**

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی سے ملتے تو متبسم چہرے کے ساتھ، مسکراہٹیں آپ کے رخِ انور پر پھیلی رہتیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ملنے جلنے والوں میں یوں گھل مل کر تشریف فرما ہوتے کہ اجنبی آنے والا آ کر پوچھتا:

اَیُّکُمْ مُحَمَّدٌ ''تم میں محمد کون ہے'' آپ اپنی محفل میں کوئی ٹھاٹھ یا امتیاز پیدا نہ کرتے۔ **صلی اللّٰہ علیہ وسلم**

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً مال جمع نہ کرتے، مال جمع کرنا آپ کو پسند ہی نہ تھا۔ ایک دفعہ آپ مغرب کی نماز پڑھانے مسجد میں تشریف لائے اور مُصلّے پر کھڑے ہو کر پھر گھر پلٹ آئے تھوڑی دیر بعد آپ تشریف لائے اور معمول کے مطابق مغرب کی نماز پڑھائی۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! آج معمول کے برعکس ایک بات ہوئی، آپ تشریف لائے اور پھر واپس تشریف لے گئے۔ کیا بات تھی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **عِنْدِیْ تِبْرًا مِّنْ ذَھَبٍ**. میرے پاس سونے کا ایک ٹکڑا تھا، جب میں مصلّے پر کھڑا ہوا تو مجھے یاد آیا کہ میرے گھر میں تو سونے کا ٹکڑا رکھا ہے میں نے واپس آ کر وہ صدقہ کیا اور پھر نماز پڑھائی۔ مجھے اللہ سے حیا آئی کہ میں مصلّی پر اس طرح آ جاؤں۔ **صلی اللّٰہ علیہ وسلم**

صحابۂ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انفاق کے مسئلہ پر جس طرح اتباع کی اس کی دو تین مثالیں عرض

کرتا ہوں۔ سیدنا عبداللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل بہت دولت مند تھے اسلام لانے کے بعد انفاق فی سبیل اللہ سے ایک دفعہ یہ حال ہوا کہ ایک بوسیدہ کمبل باقی بچا جس سے پورا جسم لپیٹا ہوا تھا اور ببول کے کانٹوں سے اس کمبل کو ٹانکا ہوا تھا۔ آسمانوں سے جبریل امین علیہ السلام بارگاہِ مصطفوی میں حاضر ہوئے اور اللہ کا سلام محمد وابوبکر پر بھیجا اور کہا کہ اللہ پاک کہتے ہیں ابوبکر تم اس حال پر راضی ہو؟

’’عرض کیا کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہیں تو میں بھی راضی ہوں‘‘ **صلّی اللّٰہ علیہ وسلم و رضی اللّٰہ عنہ**

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا رسول اللہ کی زوجیت میں آنے سے پہلے اس زمانہ میں لکھ پتی خاتون تھیں لیکن اسلام لانے بعد انفاق فی سبیل اللہ سے یہ عالم ہوگیا تھا کہ بعض اوقات رحمت کائنات کے گھر کے چولہے میں آگ نہ جلتی تھی۔ **صلّی اللّٰہ علیہ وسلم و رضی اللّٰہ عنہا**

سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیس لاکھ دینار عطا کیے۔ سیدنا حسن نے دمشق سے مدینہ پہنچتے پہنچتے انفاق فی سبیل اللہ کے قانون پر عمل پیرا ہوتے ہوئے، بیس لاکھ دینار امت کے مستحق لوگوں میں بانٹ دیے۔ **صلّی اللّٰہ علیہ وسلم و رضی اللّٰہ عنہ**

آج کل کے دنیا دار مولویوں اور پیروں کا یہ حال ہے کہ دولت کے پجاری بنے ہوئے ہیں، دولت کے انباروں پر شیش ناگ بنے کنڈلی مارے بیٹھے ہیں، سرمایہ داروں اور جاگیرداروں سے محبت کی صرف ایک قدر مشترک مال ہے مال! قطع نظر اس سے کہ وہ حلال ہے یا حرام! پجارو پر بیٹھ کر کوئی مرید آئے تو دنیا دار مولوی اور پیر ننگے پاؤں بھاگ کر اس کا استقبال کرتا ہے اور مجھ جیسا بے وسائل مرید کہیں ان کے ہتھے چڑھ جائے تو مطبخ کی لکڑیاں ڈھوتے ڈھوتے مر جاتا ہے اور پیر تسمہ پا کے دیدار اور اشیر واد تک سے محروم رہتا ہے

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

حدیث پاک میں ہے کہ

اَلنَّوْمُ وَالْمَوْتُ تَوْ أَمَانِ

’’نیند اور موت جُڑواں ہیں‘‘

دن بھر کی تبلیغ، تزکیہ اور عبادات سے تھک کر جب مربی انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے لیے اپنے مقدس بستر پر تشریف لاتے تو قبلہ رو ہو کر لیٹتے تھے اور یہ مختصر سی دعا پڑھتے پڑھتے سو جاتے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحیٰ.

”اے اللہ! تیرے نام پر مرتا ہوں اور تیرے نام پر جیوں گا“

جب آدمی سو جاتا ہے تو گویا موت کی وادی میں اتر جاتا ہے اور صبح جب بیدار ہوتا ہے تو موت کے چنگل سے نجات پاتا ہے اور یہ سونا جاگنا عین فطرت ہے پھر فطرتِ سلیمہ کا ایک حسین تقاضا یہ بھی ہے کہ جس ذات نے موت کے دائرے سے باہر نکالا ہے اس کا شکر ادا کرنا بھی تو واجبات میں سے ہے۔ لہٰذا معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو کر اٹھنے کی دعا بھی سکھائی جو سیرت مقدسہ کا ایک اہم پہلو ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَا تَنِیْ وَاِلَیْہِ النُّشُوْرِ.

”تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کے لیے جی اٹھنا ہے“

اس دعا میں فطرت کی عکاسی بھی ہے اور موت وحیات کا قصہ بھی، یعنی جس طرح آدمی سو کر اٹھتا ہے اسی طرح مرنے کے بعد بھی جی اٹھے گا، اور جیسے سو کر اٹھنے کے بعد معاملاتِ دنیا کے لیے گھر سے نکل کھڑا ہوتا ہے اسی طرح موت کے بعد زندہ ہو کر میدان محشر کے معاملات چکانے کے لیے قبر سے نکل کھڑا ہو گا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ

اور بہت سی دعائیں ہیں مثلاً یہ ایک دعا ہے جو آپ نے سیدنا عبداللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی:

”اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃ، رَبَّ کُلِّ شَیْئٍ وَمَلِیْکَہٗ، اَشْھَدُ اَنَّ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَشَرِّ الشَّیْطٰنِ وَشِرْکِہٖ.“

> ”اے اللہ! آسمان وزمین کو بنا نکالنے والے، ظاہر و پوشیدہ کو جاننے والے ہر چیز کے رب اور اس کے مالک میں گواہی دیتا ہوں کوئی عبادت کے لائق نہیں مگر تو، میں تیری پناہ لیتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کی مشرکانہ چالوں سے“

کیسی عظیم الشان اور جامع دعا ہے اس میں توحید، ربوبیت، ملکیت، علم الٰہی، نفس کا بہکاوا ابلیس کا شر وفساد سب کا ذکر ہے اللہ کی بے پناہ طاقت میں پناہ لینے کا جو حسین پیرایۂ بیان ہے وہ بے مثال ہے زبان ودل سے اللہ کی وحدانیت اور طاقت کے اظہار واقرار کے بعد اس کی پناہ کی طلب ایک سچے بندے کی طلب وآرزو ہے۔ کیا جامع تعلیم وتربیت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے نزدیک تو دین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کا نام ہے اور آپ کی ہر ادا واجب العمل ہے، گھر سے نکلنا بھی ایک عمل ہے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل میں کرامت کا ایک پہلو شامل کر کے اسے دین بنا دیا، آپ جب بھی گھر سے باہر نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

''میں بھروسہ کرتا ہوں اللہ پر اور اپنے اور کائنات کے تمام امور اللہ کو سونپتا ہوں''

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں داخل ہوتے تو بازاری قباحتوں، رذالتوں اور بازاری حالت سے محفوظ و مامون رہنے کے لیے پڑھتے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ.

''کوئی معبود نہیں ہے مگر اللہ واحد و لاشریک ہے، تمام کائنات اسی کی ملکیت ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں وہ زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے''

بازار میں رہنے والے لوگوں کے دل میں یہ بات ہوتی ہے کہ دکان، مال تجارت ان کی ملکیت ہے اس کلمۂ توحید میں اس کی نفی پائی جاتی ہے، بازاری لوگ دنیا کے گورکھ دھندے میں پھنس کر یہ یقین کر بیٹھتے ہیں کہ یہ دنیا اور اس کی بہار اب ہمیشہ کے لیے انہی کے قبضہ میں ہے اس یقین کو زائل کرنے کا عظیم پہلو بھی اس کلمۂ توحید میں موجود ہے۔ اور دنیا کے نقش فانی کا یقین مٹا کر اللہ پر یقین جمانے کا مضمون بھی اس کلمۂ مبارکہ میں موجود ہے، بازار میں جانا لوگوں کا معمول ہے مگر یہ معمول خالص حیوانی جذبوں کا مظہر ہے۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معمول کو مُطہر کر دیا اور حقیر جذبوں کے اس معمول کو عظیم رویے اور جذبے سے مزین کر دیا۔ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

مُعلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ نے انسانوں کی کایا پلٹ دی آپ نے فرمایا:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ

''میں اسی لیے بھیجا گیا ہوں تا کہ اخلاق کو ان کی بلندیوں تک پہنچا دوں''

انسانی رویوں، انسانی جذبوں کی جبلی اور حیوانی حالت کو خالص انسانی صورت آپ نے بخشی۔ جن عادتوں کا ذکر کیا ہے یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بھی موجود تھیں، آج بھی ہیں مگر بلند نہیں پست تھیں اور پست ہیں۔ ان عادات و اخلاق میں بلندی اس وقت تک نہیں آسکتی جب تک سیرت طیبہ کے یہ مقدس اعمال، اعلیٰ رویے اور پاکیزہ جذبے انہی عادات و اخلاق میں بنیادی حیثیت حاصل نہیں کر لیتے۔

اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور پوری امت کو اَحْکَمُ النَّاسْ صلی اللّٰہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سیرت طیبہ پر عمل کر کے سرخرو ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است